ٹیلیفون نمبر ۳
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۸
روزنامہ
قادیان
خاص نمبر ۱۶ خطبہ
الفضل
یوم شنبہ
قیمت سالانہ اٹھارہ روپے
ماہوار ڈیڑھ روپیہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳ ماہ ہجرت سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۶ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ آج حضور نے ملکی حالات اور حفاظت قادیان کے سلسلے میں اہم خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ

مورخہ ۲۵ رمئی بروز اتوار صبح چھ بجے تعلیم الاسلام کالج کی گراؤنڈ میں کالج کی ایر ٹریننگ کی پاسنگ آؤٹ پریڈ ہو گی۔ ونگ کمانڈر آفیسر کمانڈنگ والٹن لاہور بھی اس میں شامل ہونگے۔ احباب کو اس تقریب میں شامل ہونا چاہیئے۔

جلد ۳۵ | ۲۴ ماہ ہجرت ۱۳۲۶ھش | ۲ رجب ۱۳۶۶ھ | ۲۴ مئی ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۲۳

خطبہ عید الاضحیہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی سی چھوٹی بات پر بھی عمل کرو

عید قربان ہمیں یہی سبق سکھاتی ہے کہ صرف جانوں کو ہی نہیں بلکہ اموال کو بھی قربان کردو

ازحضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۵ رنومبر ۱۹۴۶ء

مرتبہ: چودھری فیض احمد صاحب گجراتی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان کی زندگی پر مختلف مواقع آتے ہیں۔ کبھی اسے بڑی باتیں ضرورتاً کہنی پڑتی ہیں۔ اور کبھی اسے چھوٹی باتیں ضرورتاً کہنی پڑتی ہیں۔ کبھی وہ چھوٹی بات کہتا ہے۔ جو بظاہر بڑی نہیں ہوتی۔ مگر حقیقتاً بڑی ہوتی ہے۔ اور کبھی وہ چھوٹی بات اس لئے کہتا ہے۔ کہ کئی چھوٹی باتیں کبھی بھی ضروری ہوتی ہیں۔ آج کی عید جو عیدالاضحیہ کہلاتی ہے۔ یہ وہ عید ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے لڑکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی

قربانی کی یادگار

کے طور پر اسلام میں منائی جاتی ہے۔ یہ وہ عید ہے۔ جو ہر سچے مسلمان سے یہ اقرار لیتی اور اس سے یہ عہد کراتی ہے۔ کہ اس کی زندگی اس کی جان اور اس کا مال صرف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ اور وہ ہر وقت اپنی جان اور اپنے مال کو قربان کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور حاضر ہے۔ پس یہ عید اپنے اندر نہائت اہمیت رکھتی ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے سامنے مومنوں کے اخلاص کے اظہار کے لئے عظیم الشان مواقع میں سے ایک موقعہ ہے۔ مگر آج میں اس عید کے سلسلہ میں ان باتوں کے متعلق زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ سوائے ایک چھوٹی سی بات کے اور جو اس سے پہلے کسی عید کے موقعہ پر میں نے بیان نہیں کی۔ مگر آج بیان کرتا ہوں۔ اور وہ بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا میں نظر آیا کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی دے رہے ہیں تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔ کہ رؤیا میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ میں تمہیں قربان کر رہا ہوں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے یہ سنکر اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ اور کہا آپ اسے پورا کیجئے۔ مجھے اس میں ہرگز عذر نہیں ہو سکتا۔ اور میں بخوشی اس کے لئے تیار ہوں۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام چھری لے کر اپنے

بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے

تیار ہو گئے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو زمین پر گرایا۔ اور جب چھری چلانے لگے۔ تو ذبح کرنے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا بس بس یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا اے ابراہیم (علیہ السلام) تو نے اپنی خواب پوری کر دی۔ اب اس قربانی کی ضرورت نہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وفدیناہ بذبح عظیم۔ ہم نے اس کی جگہ ایک اور ذبیحہ پیش کر دیا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ وہ ذبیحہ کونسا تھا۔ بائیبل سے پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس کی جگہ مینڈھے کو قربان کرنے کا حکم دیا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جب رؤیا والی انسانی قربانی سے مراد

ایڈیٹر: روشن دین تنویر
عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام [illegible]

حقیقی قربانی

نہ تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی نیت کو ہی دیکھ کر کہہ دیا۔ کہ بس تمہاری قربانی ہو گئی۔ تو جانور کی قربانی کا حکم دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ انسانی قربانی کے رواج کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ اس سے پہلے لوگ انسانوں کی قربانی دیا کرتے تھے۔ اور بڑے بڑے زاہد جو نیکی اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتے تھے۔ اپنا آخری امتحان یہ سمجھتے تھے کہ اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اسی رواج کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی قربانی کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور آپ نے رویا سے یہ سمجھا۔ کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ اپنے بیٹے کو قربان کر دو۔ اور اسی خیال سے کہ غالباً اس رویا سے مراد ظاہری صورت میں بیٹے کی قربانی ہے۔ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس سے منع کر کے بتا دیا کہ ہم آئندہ کے لئے

انسانی قربانی کا رواج

بند کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ اگر کوئی رویا میں اپنے بچے کو ذبح کرتے دیکھے۔ تو اس کی جگہ دنبے کی قربانی کرے۔ اور آج کے بعد انسانوں کی بجائے جانوروں کی قربانی کی جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انسانی قربانی کے لئے اس لئے کہا تھا۔ کہ اس طرح سے انسانی قربانی کو بند کر دے۔ پس ایک وجہ تو اسکی یہ ہے۔ جو میں نے بارہا بیان کی ہے۔ مگر اس کی

ایک اور وجہ

بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض لوگ جانی قربانی تو بڑے شوق سے کر دیتے ہیں۔ مگر انہیں مالی قربانی سے دریغ ہوتا ہے۔ جانی قربانی ایسی ہے۔ جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ اور مالی قربانی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور جہاں خدا تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا امتحان لیا۔ کہ وہ اپنی جان کو میرے حضور پیش کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور جہاں خدا تعالیٰ نے انسانی قربانی کو آئندہ کے لئے

بالکل منسوخ کر دیا

اور فرمایا کہ آئندہ سچے مذہب میں انسانی قربانی نہیں ہو گی۔ انسانی قربانی صرف جہاد کے موقعہ پر کی جائیگی۔ بلا وجہ نہیں کی جائیگی۔ وہاں دوسری طرف خدا تعالیٰ نے یہ بھی کہہ دیا کہ صرف جانی قربانی پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیئے۔ تم سے مالی قربانی کے مطالبے بھی کئے جائیں گے۔ اور تمہارے لئے ضروری ہو گا کہ تم مالی قربانی بھی پیش کرو۔ دنیا میں کئی ایسے زمانے آتے ہیں۔ کہ لوگ جانی قربانی تو کرتے ہیں مگر

مالی قربانی نہیں کر سکتے

اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مینڈھے کی قربانی کیا کرو۔ تاکہ تمہاری مالی قربانی کا بھی امتحان ہو جائے۔ کسی شاعر نے اسکی مثال دیتے ہوئے فارسی میں یہ شعر کہا ہے۔ ؎

گر جاں طلبی مضائقہ نیست

یعنی اگر جان مانگو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن دوسرے مصرعہ میں کہتا ہے

گر زر طلبی سخن دریں است

اگر روپیہ مانگو تو اس میں مجھے اعتراض ہے۔ بظاہر تو یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک شخص اپنی جان دینے کو بخوشی تیار ہو جائے۔ مگر وہ روپیہ نہ دے۔ لیکن دنیا میں بہت سے

ایسے دور بھی آتے ہیں

جب لوگوں کی ذہنیتیں یہ شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ چنانچہ آج کل کے غیر احمدیوں پر بھی یہ دور آیا ہوا ہے۔ دیکھو کس طرح ہندوستان میں ہزاروں ہزار مسلمان روزانہ مارے جا رہے ہیں۔ یوں تو ہمارے احمدیوں کے بھی زخمی ہونے کی خبر آئی ہے۔ گو کسی کے مارے جانے کی خبر نہیں آئی۔ اس کے علاوہ احمدیوں کی کئی عمارتیں جلا دی گئی ہیں۔ حالانکہ جھگڑا ہندوؤں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان تھا۔ لیکن جہاں تک عام مسلمانوں کا سوال ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ہندو ان صوبوں میں کہ جہاں ہندو اکثریت ہے۔ بے رحمی سے مسلمانوں کو مار رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں میں بھی جانی قربانی کا جذبہ تو پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ لغو ہی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ وہ فضول ہی کیوں نہ ہو۔ مگر جذبہ ضرور موجود ہے۔ (چنانچہ اس جذبہ نے نواکھالی اور ملتان راولپنڈی میں نہایت افسوسناک صورت اختیار کر لی) لیکن ایسے واقعات پڑھ کر کہ فلاں صوبہ کے مسلمانوں کو ہندوؤں نے

گاجر اور مولی کی طرح

کاٹ کاٹ کر پھینک دیا۔ حیرت آتی ہے۔ کہ مسلمان کیوں ان جانوں کو بچانے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ تھوڑی سی کوشش کر کے ان کو بچایا

[illegible]

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا جماعت سے خطاب

آپ کی جماعت کی طرف سے وقف جائداد اور وقف آمد کی رپورٹ کیوں نہیں آئی؟

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دن گذر رہے ہیں۔ وقت گزر رہا ہے۔ لیکن وقف جائیداد اور وقف آمد کی رپورٹ اب تک آپ کی جماعت کی طرف سے نہیں آئی۔ یا آپ جماعت سے الگ رہتے ہیں، تو آپ نے اپنا وعدہ نہیں بھجوایا۔

وہ قربانی جو پہلے انبیاء کی جماعتوں نے کی۔ اس کا بہت چھوٹا حصہ اس وقت آپ سے طلب کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ اس میں کمزوری دکھائیں گے؟

اس وقت کئی گاؤں اور شہر یہ قربانی پیش کر چکے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ کہ وہ قربانی جو آپ ہی کے زمانہ میں آپ ہی کے ملک میں آپ ہی کے سے حالات میں آپ کے بھائیوں نے پیش کی آپ وہ پیش نہ کر سکے۔

یاد رکھیں کہ صرف کسی نامکمل فہرست کا بھجوا دینا کافی نہیں۔ ضروری ہے کہ سو فی صدی لسٹ مکمل آئے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر فرد جماعت حصہ لینے والا ہو۔ مگر ہر شخص کا نام فہرست میں ہو۔ جو حصہ لینے والے ہوں۔ ان کے ناموں کے آگے لکھا ہو۔ کہ جائیداد کا $\frac{1}{100}$ یا ایک ماہ کی آمد ادا کریں گے۔ یا جائیداد کا $\frac{1}{200}$ یا نصف ماہ کی آمد ادا کریں گے۔ اور جو انکاری ہو۔ اس کے آگے لکھا ہو۔ کہ یہ حصہ نہیں لینا چاہتے۔ اور جس نے معذرت کی ہو۔ اس کے آگے لکھا ہو۔ کہ یہ صاحب معذوری ظاہر کرتے ہیں۔ ناظر بیت المال سے کلی یا جزوی معافی کی درخواست کی گئی ہے۔

اسی طرح متفرق افراد کو یا حصہ لینا چاہیئے۔ یا معذرت کرنی چاہیئے۔ کسی نہ کسی رنگ میں ہر فرد کو اقرار ضرور کرنا ہو گا۔ خواہ اقرار اثبات میں ہو یا نفی میں۔

اللہ تعالیٰ جماعت کا حامی و حافظ ہو۔ اور ایمان کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کی توفیق بخشے۔ اور ہر امتحان میں کامیاب کرے۔ والسلام

خاکسار **مرزا محمود احمد**

تصحیح:۔ الفضل مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۴۷ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے جو ملفوظات شائع ہوئے ہیں۔ اس میں صفحہ ۲ کالم ۲ میں غلطی سے "کلیجے نکال کر چبائے گئے" لکھا گیا

جا سکتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ مسلمان روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔ اور پورے طور پر منظم ہو جائیں۔ تب یہ جانی قربانی مٹائی جا سکتی ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت مسلمانوں کے بچنے کی دکھائی نہیں دیتی۔ مگر مسلمان ان تمام تفکرات سے بالکل آزاد نظر آ رہے ہیں۔ اور باوجود اس نازک زمانہ کے پھر بھی وہ

خواب خرگوش

سے بیدار نہیں ہوتے۔ حالانکہ موجودہ حالات جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر مسلمانوں کو بیدار کر رہے ہیں مگر وہ ہیں کہ کروٹ ہی نہیں لیتے۔ جب تک مسلمان اس طرح غافل پڑے رہیں گے۔ جب تک مسلمان اپنے آپ کو منظم نہیں کریں گے جب تک مسلمان اپنے مالوں کو غیر اقوام سے بھی بڑھ چڑھ کر قربان نہ کریں گے۔ وہ کبھی چین اور سکھ کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ اس وقت جانی قربانی اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنی مالی قربانی۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کا ہاتھ

اپنی جیبوں کی طرف

اٹھتا نظر ہی نہیں آتا۔ میں جب دلی گیا۔ تو لوگوں نے مجھ سے ایسے واقعات کا ذکر کیا۔ ان کو بھی میں نے یہی کہا تھا۔ کہ اگر چندہ کے ذریعہ مسلمانوں سے روپیہ اکٹھا کیا جائے تو ان کی حالت سدھر سکتی ہے۔ مگر انہوں نے کہا ہم کیا کریں۔ لوگ روپیہ نہیں دیتے۔ پس آج یہ حالت ہے۔ کہ مسلمان یہ تو برداشت کر لیتا ہے۔ کہ اس کے بیوی بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے مسلمان یہ تو برداشت کر سکتا ہے۔ کہ اس کے گھر کو جلا دیا جائے۔ اور مسلمان یہ تو برداشت کر سکتا ہے کہ اس کے مال کو لوٹ لیا جائے۔ اور وہ اس کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ کہ دشمن کو قتل کر دے یا اس کے گھر کو جلا دے۔ مگر وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ اپنے مال کا دسواں حصہ ہی اپنے ہاتھ سے دیکر اپنی قوم اور اپنی جان کو بچائے۔ پس یہ وہی زمانہ ہے۔ کہ اگر جان مانگو تو حاضر اور اگر مال مانگے تو ہمیں اس میں اعتراض ہے۔ یہ موجودہ دور نہایت ہی نازک حالات میں سے گذر رہا ہے۔ اور عید قربان ہمیں یہی سبق سکھاتی ہے۔ کہ صرف جانوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے اموال کو بھی قربان کرو۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہ سنت قائم کی۔ کہ جانوں کو قربان کیا جائے۔ جہاں یہ فرمایا۔ کہ انسانی قربانی ناجائز قرار دی جاتی ہے۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ بسا اوقات صرف جانی قربانی سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ اس کے ساتھ مالی قربانی بھی ہونی چاہیئے۔ ورنہ تمہاری قربانیاں

حقیقت کا رنگ

اختیار نہیں کر سکتیں۔ آج غیر احمدی مسلمانوں پر وہی دور آیا ہوا ہے۔ کہ مالی قربانی کا نام ہی نہیں لیتے۔ آخر احمدی بھی تو مسلمانوں میں سے ہی آئے ہوئے ہیں۔ احمدی خواہ اتنی قربانی نہ کریں۔ جتنی قربانی کا خدا تعالے ان سے مطالبہ کر رہا ہے۔ اور خواہ وہ اتنی قربانی نہ کریں۔ جتنی قربانی کا مطالبہ ان کا امام ان سے کر رہا ہے۔ بہر حال جماعت احمدیہ نے قربانی کی ایک مثال دنیا میں قائم کر دی ہے۔ ایک چھوٹی سی جماعت ہونے کے باوجود دنیا بھر کے کونے کونے میں اسلام کے مشن قائم کر دیئے ہیں۔ ہمارے نوجوان اپنی نوکریاں چھوڑ کر اپنے عزیز و اقارب کی محبت کو نظر انداز کرتے ہوئے

اپنے امام کے حکم پر

لبیک کہتے ہوئے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نکل گئے ہیں۔ پس خدا تعالے کے فضل سے احمدی جانی قربانی بھی پیش کر رہے ہیں۔ اور مالی قربانی بھی پیش کر رہے ہیں۔ وہ جانی قربانی بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ جو ہمارے احمدیوں نے افغانستان اور دوسرے غیر ممالک میں شہید ہو کر پیش کی۔ لیکن یہ جانی قربانی بھی قابل قدر ہے۔ جو ہندوستان کے کئی علاقوں میں احمدیوں نے پیش کی ہے ہندوستان میں بھی انہیں طرح طرح کی مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اور وہ خود بھی اور ان کے بیوی بچے بھی فاقوں سے رہے پھر یہ بھی عظیم الشان جانی قربانی ہے۔ کہ ہماری جماعت کے سینکڑوں نوجوانوں نے اپنی

زندگیاں اسلام کے لئے

وقف کی ہوئی ہیں۔ اور ان کو ایک لمبے عرصہ کے لئے غیر ممالک میں بھیج دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے وطن اور عزیزوں کی محبت کو فراموش کرتے ہوئے اور اپنے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد کو رکھتے ہوئے کہ انہوں نے

کفر کے قلعوں پر اسلامی جھنڈے

کو گاڑنا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو دوبارہ دنیا میں اسی شان و شوکت سے قائم کرنا ہے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے وزیر اعظم برطانیہ کے نام ضروری تار

پنجاب کی تقسیم خلاف عقل اور خلاف انصاف ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔

چیف سیکرٹری (ناظر اعلےٰ) جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے مسٹر ایٹلی وزیر اعظم برطانیہ اور مسٹر چرچل لیڈر حزب مخالف کے نام مندرجہ ذیل تار بھجوائی گئی ہے۔ جس کی نقل مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ دہلی اور اورینٹ پریس اور ایسوسی ایٹڈ پریس لاہور کو بھی ارسال کی جا رہی ہے۔ تار کے الفاظ یہ ہیں:۔

"احمدیہ جماعت پنجاب کی تقسیم کے سخت خلاف ہے۔ کیونکہ وہ جغرافیائی اور اقتصادی لحاظ سے ایک قدرتی یونٹ ہے۔ اور اسے ہندوستان کی تقسیم پر قیاس کرنا اور اس کا طبعی نتیجہ قرار دینا بالکل خلاف انصاف اور خلاف عقل ہے۔ اگر صوبوں یعنی قدرتی یونٹوں کو اس لئے تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کہ اقلیتوں کے لئے حفاظت کا سامان مہیا کیا جائے۔ تو اس صورت میں یوپی کے ۸۴ لاکھ اور بہار کے ۴۷ لاکھ اور مدراس کے ۳۹ لاکھ مسلمان زیادہ حفاظت کے مستحق ہیں۔ یہ دلیل کہ ان صوبوں کی مسلمان آبادیاں کسی حصہ میں بھی اکثریت نہیں رکھتیں۔ ایک بالکل غیر متعلق اور غیر مؤثر دلیل ہے۔ کیونکہ اگر تقسیم کو قدرتی یونٹوں کے اصول کی بجائے اقلیتوں کی حفاظت کے اصول پر مبنی قرار دینا ہے۔ تو پھر اس وقت ان مسلمان آبادیوں کا منتشر صورت میں پایا جانا ہرگز انصاف کے رستہ میں روک نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس وجہ سے ان کا حفاظت کا حق اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ سکھوں کو بھی جیسا کہ ان کا اہل الرائے اور سنجیدہ طبقہ خیال کرتا ہے پنجاب کی تقسیم سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ وہ اپنی آبادی کو دو حصوں میں بانٹ کر اور دونوں حصوں میں اقلیت رہتے ہوئے اپنی طاقت کو اور بھی کمزور کر لیتے ہیں۔ یہ ادعا کہ پنجاب کی تقسیم آبادی کی بجائے جائداد کی بناء پر مبنی چاہیئے۔ نہ صرف جمہوریت کے تمام مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے۔ بلکہ اس سے مادی اموال کو انسانی جانوں پر فوقیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ جو ایک بالکل ظالمانہ نظریہ ہے۔"

جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قائم ہوا تھا۔ نہایت قلیل گذارے پاتے ہوئے ان ان علاقوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں انہیں نہایت غربت کے ساتھ اپنی زندگی کے دن بسر کرنے پڑتے ہیں۔ نہ وہاں ان کا کوئی دوست ہوتا ہے نہ آشنا وہ ایسے ایسے

غیر مانوس علاقوں میں

پہنچتے ہیں۔ جہاں سوائے خدا کے کوئی بھی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ وہ اگر بیمار ہو جائیں تو ان کا تیمار دار کوئی نہیں ہوتا۔ اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو کوئی تسلی دینے والا نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی وہ اپنے عزم پر

چٹان کی سی مضبوطی

سے قائم رہتے ہیں۔ بعض اوقات ان کو درختوں کے پتے کھا کر یا پیٹ پر پتھر باندھ کر گذارہ کرنا پڑتا ہے۔ مگر وہ اپنے پائے استقلال میں تزلزل نہیں آنے دیتے۔ یہ سب باتیں جانی قربانی میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے گھروں میں جو حالت ہوتی ہے وہ بھی جانی قربانی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ ان مبلغین کی بیویاں

آٹھ آٹھ دس دس سال

تک ان کی واپسی کے انتظار میں گذار دیتی ہیں۔ ان کے بچے نہایت عسرت اور جدائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کا دہرا بوجھ ان پر ہوتا ہے۔ یہ بھی جانی قربانی ہے۔ پس آج دنیا میں صرف ہماری جماعت ہی ہے جو مالی قربانی بھی کر رہی ہے۔ اور جانی قربانی بھی کر رہی ہے۔ احمدی کوئی آسمان سے تو نہیں آئے۔ یہ بھی انہی مسلمانوں میں سے ہیں۔ اور یہ صرف تین چار لاکھ کی قلیل تعداد میں ہوتے ہوئے بھی جو کچھ کر رہے ہیں وہ ساری دنیا کے مسلمان بھی نہیں کر سکتے۔ اس وقت ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان ہیں اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ احمدیوں سے دو سو گنے زیادہ ہیں۔ گویا ایک احمدی کے مقابلہ میں

دو سو غیر احمدی ہیں

دیکھو یہ کتنا بھاری فرق ہے۔ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ چندوں میں دیتی ہے۔ جس میں سے کچھ تحریک جدید اور کچھ چندہ عام اور کچھ دوسری مدات میں آتا ہے۔ اس میں سے اگر چار یا پانچ لاکھ روپیہ باہر کی جماعتوں کا نکال دیں۔ تو بیس لاکھ روپیہ سالانہ صرف ہندوستان کی جماعتوں کا بنتا ہے۔ اگر ہماری جماعت کی طرح ہندوستان کے دوسرے مسلمان بھی چندہ اکٹھا کریں تو

چالیس کروڑ روپیہ سالانہ

چندہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ اور چالیس کروڑ روپیہ سالانہ وہ آمدن ہے جو چالیس پچاس سال پہلے حکومت ہند کی ہوا کرتی تھی۔ چالیس کروڑ روپیہ ہندوستان کے سب سے زیادہ امیر صوبہ کی پوری آمدن سے بھی دگنی رقم ہے۔ پس اگر باقی مسلمان بھی ہماری جماعت کے برابر قربانی کریں تو چالیس کروڑ روپیہ سالانہ کی رقم اکٹھی کر سکتے ہیں۔ اور اس رقم سے وہ اپنی ہر قسم کی مشکلات کو آسانی سے دور کر سکتے ہیں۔ مثلاً آجکل ایک ہوائی جہاز پچیس ۲۵ تیس ۳۰ ہزار روپیہ میں مل سکتا ہے۔ اور ایک لاکھ روپیہ میں چار ہوائی جہاز خریدے جا سکتے ہیں۔ اور ایک کروڑ میں چار سو ہوائی جہاز خریدے جا سکتے ہیں۔ چار سو ہوائی جہاز وہ طاقت ہے جس سے دنیا کے ہر گوشے کے مسلمانوں کی نگرانی اور خبر گیری کی جا سکتی ہے۔ اگر وہ لوگ ہمارے برابر قربانی کریں تو چالیس ۴۰ کروڑ روپیہ سالانہ اکٹھا کر سکتے ہیں اور اگر اس میں سے صرف ایک کروڑ روپیہ کے ہوائی جہاز خرید لیں تو تمام دنیا کے مسلمانوں کی خبر گیری ہو سکتی ہے۔ بہار کے متعلق اخبارات کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں چار سو مسلمان مارے گئے ہیں۔ مگر ہماری جماعت کے آدمیوں نے جو رپورٹ بھجوائی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف ایک علاقہ میں ہی دو ہزار مسلمان مارے گئے ہیں۔ اور یہ بھی خبر ہے کہ ایک جگہ تین سو میل کے لمبے علاقہ کے اندر کوئی ایک مسلمان بھی نہیں رہا سب مارے گئے ہیں۔ یہ حالت مسلمانوں کی کیوں ہوئی۔ اسی لئے کہ ان کی خبر لینے والا کوئی نہ تھا۔ اور وہ خود اپنی خبر کسی کو پہنچا نہ سکتے تھے۔ اور مسلمانوں کو پتہ بھی نہیں کہ کون مرا اور کون جیا۔ اب مسلمان لیڈر اعلان کر رہے ہیں کہ ہمیں سب حالات کا علم دیا جائے مگر سوال تو یہ ہے کہ ان کو پتہ کون دے۔ چونکہ مسلمانوں میں مالی قربانی کی عادت نہیں۔ اس لئے یہ انتظام ہونا مشکل ہے۔ ایسے انتظامات جانی قربانی سے نہیں بلکہ مالی قربانی سے ہوا کرتے ہیں۔ اگر مسلمان مالی قربانی کرتے تو انہیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اسی طرح اور ہزاروں طریق اور ذرائع ہو سکتے تھے۔ جن کو استعمال کر کے ایسے فسادات کا اندفاع ہو سکتا تھا۔ اگر دوسرے مسلمان ہماری جماعت کا دسواں حصہ بھی قربانی کرتے تو چار کروڑ روپیہ سالانہ کی رقم فراہم کر سکتے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آج کا مسلمان جانی قربانی تو دیتا ہے۔ مگر مالی قربانی سے دریغ کرتا ہے۔ آج کا چھوٹا ابراہیم جانی قربانی تو کر سکتا ہے۔ مگر سچے ابراہیم کی طرح اس کے ساتھ دنبہ قربان نہیں کر سکتا۔ حالانکہ قومی ترقی کے لئے بسا اوقات دنبے کی قربانی

نہایت ضروری

ہوتی ہے۔ آج دنیا میں صرف اور صرف ہماری جماعت ہے جو دو قسم کی قربانیاں کر رہی ہے۔ وہ جانی قربانی بھی پیش کر رہی ہے اور دنبے کی قربانی بھی پیش کر رہی ہے۔ میں عید کے خطبے کے بعد اب اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بعض چھوٹی چیزوں سے بھی

ایمان کی آزمائش

کیا کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر عید کے ساتھ کچھ چھوٹی چھوٹی باتیں رکھ دی ہیں۔ ان میں سے پہلی بات جو ہر عید کے ساتھ رکھی ہے یہ ہے کہ عید کے دن غسل کیا کرو۔ دوسری بات یہ ہے کہ عید کے دن یا تو نئے کپڑے پہنے جائیں ورنہ احتیاط سے دھو کر پرانے ہی پہن لئے جائیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہر عید کے موقعہ پر عطر ضرور لگایا جائے۔ چوتھی بات جو صرف اس عید الاضحیٰ کے لئے ہے یہ ہے کہ جب دو مسلمان گھر پر یا رستہ میں ملیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھا کریں۔ مگر کتنے مسلمان ہیں جو باقاعدہ ان باتوں پر عمل کرتے ہیں ہمارے ملک کے لوگ

کپڑے بدلنے میں غلو

کر لیتے ہیں۔ اور خاص کر شہروں میں تو بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منشا سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔ گاؤں والے تو بیچارے سیدھے سادے ہوتے ہیں۔ اور یہ اپنے کپڑے ہی دھو کر پہن لیتے ہیں۔ مگر شہری لوگ بہت زیادہ غلو اور اسراف سے کام لیتے ہیں جو ناجائز ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو عام طور پر مجالس میں آتے وقت صفائی کا خیال نہیں ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی احکام

مجالس میں صفائی

کر کے آنے کے بارہ میں ارشاد فرمائے ہیں جن میں سے پہلا حکم بلاناغہ مسواک کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے منہ کو ہمیشہ صاف رکھا کرو۔ اس کے متعلق میں نہیں جانتا کہ اسلامی ممالک میں اس پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔ مگر ہندوستان میں سو میں سے ۹۹ فیصدی مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں بلکہ میرا تو خیال ہے کہ ہزار میں سے ایک آدمی بھی اس حکم پر پوری طرح عمل کرنیوالا نہ ہوگا۔ اگر کسی کو اس کے متعلق شبہ ہو (یہاں تو معانقہ کا رواج نہیں) تو کسی سے معانقہ

563

کر کے دیکھ لو اور اپنے ساتھی کے منہ کو سونگھو تمہیں پتہ لگ جائیگا۔ کہ یہ آدمی کا منہ نہیں بلکہ سنڈاس ہے جو شخص منہ کی صفائی نہیں رکھتا اگر وہ قریب آجائے تو ہمارا ناک ہمیں بتائے گا کہ اس نے کبھی منہ کی صفائی نہیں کی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قوت شامہ عطا کی ہے۔ اور مجھے بعض اوقات ایسی باتوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر بیعت کے وقت بیعت کرنے والا مجھ سے فٹ ڈیڑھ فٹ پر بیٹھا ہوتا ہے۔ مگر الا ما شاء اللہ سب کے منہ سے بو آتی ہے اور بعض اوقات بیعت سے توجہ ہٹ جاتی ہے بسا اوقات وہ بو اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

منہ کی صفائی

کا اتنا خیال تھا کہ کئی کئی دفعہ دن میں مسواک کرتے تھے پس منہ کی صفائی کے لئے مسواک نہایت ضروری چیز ہے یہ بحث فضول ہے کہ منجن اچھے ہیں یا مسواک اچھی ہے آج کل کے ڈاکٹروں کا دعوےٰ ہے کہ منجن مسواک سے اچھے ہیں۔ مگر اصل مدعا تو یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کسی ایک کا تو باقاعدہ استعمال کیا جائے اور منہ کی بو کو دور کیا جائے خواہ وہ مسواک سے دور ہو یا منجن سے بہر حال منہ کو صاف رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ دوسروں کی طبائع پر برا اثر ڈالنے کا موجب نہ ہو مگر عام طور پر لوگ منہ کی صفائی نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے وہ عید کو خراب کر دیتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حکمتیں اس کے اندر رکھی ہیں۔ وہ ضائع ہو جاتی ہیں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کوئی ایسی چیز کھا کر

مسجد میں نہ جاؤ۔ جس سے تمہارے مونہوں سے بو آئے اور نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے۔ کہ کچا پیاز کھا کر انسان ہرگز مسجد میں نہ جائے۔ اس سے فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ مگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ فرشتے نظر نہیں آتے اس لئے ان کو بو بھی نہیں آتی اور اذیت بھی نہیں پہنچ سکتی پھر بعض لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ صرف پیاز ہی کی شرط ہے۔ کہ نہ کھایا جائے۔ حالانکہ پیاز سے بھی زیادہ مولی کا ڈکار متعفن ہوتا ہے اور وہ اتنا سخت متعفن ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص آٹھ یا دس گز کے فاصلہ پر بھی ڈکار لے تو اس کی بو سے سر چکرا جاتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ ہر چیز جو اپنے اندر بو رکھتی ہے۔ اس کو کھا کر مجالس یا مساجد میں نہیں جانا چاہیئے آپ نے پیاز کا نام

صرف مثال کے طور پر

لیا ہے۔ ورنہ اس حکم میں ہر وہ چیز شامل ہے جس سے بو پیدا ہوتی ہو اور فرشتے کے متعلق یہ خیال کہ وہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آیا کرتا تھا اور اب نہیں آتا یہ صرف قلت تدبر کا نتیجہ ہے اور ایسا خیال بالکل باطل ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس فرشتہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے

اس سے مراد مومن فرشتہ ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کو عورتوں نے بھی کہا تھا کہ ماھذا بشرًا ان ھذا الا ملک کریم یہ شخص تو بشر نہیں ہے فرشتہ ہے۔ مگر تعجب ہے مصر کے کفار تو اس بات کو سمجھتے تھے کہ مومن کو ہی فرشتہ کہتے ہیں۔ مگر جو مومن ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے کہ فرشتہ کس کو کہتے ہیں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیاز کھا کر مسجد میں نہ آؤ۔ کیونکہ اس سے فرشتے کو اذیت ہوتی ہے۔ تو وہ فرشتہ تم ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مومن جو میرے احکام پر پوری طرح عمل کر کے مجالس میں آتا ہے اس کو اس شخص کے منہ کی بو سے اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے جو ان احکام پر عمل نہیں کرتا پس فرشتہ سے مراد وہ مومن ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر

پوری طرح عمل کرتا ہے

پھر بعض اوقات ان ساری باتوں پر عمل کرنے کے باوجود بھی کچھ کوتاہی ہو جاتی ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کو بغل گند ہوتی ہے۔ یا بعض کی پیروں کی انگلیوں میں بو ہوتی ہے اس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عطر لگا کر آیا کرو پس پہلی بات جو مجالس میں آنے کے لئے نہایت ضروری ہے وہ منہ کی صفائی ہے۔ دوسری یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ کھائی جاوے۔ جس سے منہ میں بو پیدا ہو۔ تیسری یہ ہے کہ نہا دھو کر بدن اور کپڑوں کی اچھی طرح صفائی کر کے آؤ اور چوتھی یہ ہے کہ چونکہ بعض کو بغل گند یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو گئی ہے۔ جو صفائی کرنے سے بھی نہیں جا سکتی اس لئے سب کے لئے حکم ہے کہ عطر لگا کر آؤ خصوصاً

عیدین اور جمعہ

کے موقعہ پر سب لوگوں کو عطر لگانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ کسی شخص کی وجہ سے دوسرے مومن کو تکلیف نہ ہو۔ یعنی ایسے مومن کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر پوری طرح عمل کر کے فرشتہ بن کر مجلس میں آتا ہے۔ بظاہر یہ چھوٹے چھوٹے احکام ہیں۔ مگر اپنے اندر

بڑی بڑی حکمتیں

رکھتے ہیں چونکہ نمازوں میں توجہ کا ہونا نہایت ضروری ہے اگر ایسے لوگ بھی نمازوں میں شامل ہوں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان حکمت بھری باتوں پر عمل نہیں کرتے تو نماز سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔ اب تو میں تمام نمازوں میں امام ہوتا ہوں۔ مگر جب میں اپنی خلافت سے پہلے مقتدی ہوتا تھا تو بعض دفعہ میری نماز خراب ہو جایا کرتی تھی اور لوگوں کے مونہوں کی بو کی وجہ سے نماز کی طرف توجہ رکھنی مشکل ہو جاتی تھی۔ پس نماز کو صحیح طریق سے ادا کرنے کے لئے توجہ نہایت ضروری ہے اور

توجہ کے لئے ضروری ہے

کہ کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے نماز کی طرف سے توجہ کے ہٹ جانے کا احتمال ہو۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مساجد میں شور نہ کیا کرو اسی لئے نمازوں میں عورتوں کو سب سے پیچھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ان کے ساتھ بچے بھی آجاتے ہیں اور وہ شور مچاتے ہیں۔ عورتوں کو پیچھے رکھنے سے علاوہ پردہ کا انتظام کرنے کے یہ بھی غرض ہے کہ اگر بچے شور مچائیں۔ تو نمازیوں کی نماز خراب نہ ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے کوئی بچہ رو دیا تو آپؐ نے نماز جلد پڑھا کر ختم کر دی پس نمازوں میں توجہ کے لئے ضروری ہے کہ ان احکام پر پوری طرح عمل کیا جائے خصوصاً عیدین اور جمعہ کی نمازوں کے موقعہ پر ان باتوں پر پوری طرح عمل کیا جائے تاکہ

"غیر منتخب شدہ واقفین زندگی کی اطلاع کے لئے"

اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو واقفین زندگی کو تا حال منتخب نہیں کیا گیا۔ وہ اپنے تازہ پتہ سے ہر تین ماہ کے بعد وکیل الدیوان تحریک جدید قادیان کو مطلع کیا کریں

(نائب وکیل الدیوان تحریک جدید قادیان)

عبادت بابرکت ہو

اور توجہ کا موجب ہو اور شادیوں کی تقاریب میں حرج واقعہ نہ ہو۔ اسی طرح مومن کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ذکر الٰہی کی عادت ڈالے۔ مگر آج کل لوگ اس پر بہت کم عمل کرتے ہیں۔ اور عید کے مواقع پر دنیوی اور غیر ضروری رسم و رواج کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اکثر لوگ ایسے مواقع پر طرح طرح کی عیاشیوں ناچ گانے اور تماشے کی طرف بہت زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ اور یہ سب نقائص اجتماعی عیدوں کے موقع پر پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی عیدوں کے مواقع پر خاص طور پر حکم دیا کہ

ذکر الٰہی

کثرت سے کیا کرو مگر کثرت سے روزانہ ذکر الٰہی تو الگ رہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام دیئے تھے انکی بھی پوری پابندی نہیں کی جاتی۔ مثلاً اس عید کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کا کثرت سے ذکر کیا جائے۔ آپ اس موقع پر صحابہ سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ ٹیلے پر چڑھو تو یہ ذکر کیا کرو۔ اور ٹیلے سے اترو تو بھی لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کرو۔ جب ایک دوسرے کے سامنے آؤ تو بھی

ذکر بلند آواز سے کیا کرو

میں نے پچھلے چند سالوں سے متواتر اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر ابھی تک اس نے پوری توجہ نہیں کی جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگ ایسے اذکار کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر واقعہ میں ہمارے اندر کوئی شان ہے۔ تو وہ ذکر الٰہی کرنے سے جاتی نہیں۔ بلکہ اور بھی زیادہ ہوگی۔ جو چیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے۔ وہ ہرگز شان نہیں کہلا سکتی۔ وہ شان نہیں بلکہ شیطان ہے۔ آج عیدگاہ کی طرف آتے ہوئے رستے میں میں نے دیکھا کہ لوگ ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے آرہے تھے۔ اور ان کی زبان پر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر نہ تھا۔ حالانکہ

میں اور میرے ساتھی

سب یہ ذکر الٰہی کرتے آرہے تھے۔ اور ہم جس کے پاس سے بھی گذرے۔ ہم نے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا۔ مگر ہمارے منہ سے سن کر بھی کسی نے اس کا جواب دیا حالانکہ میں پہلے بھی کئی دفعہ اس طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی طریق تھا خصوصاً اس عید کے موقعہ پر یہ ذکر کثرت سے کرتے تھے۔ صحابہؓ ایک دوسرے کو رستے میں جاتے ہوئے پکڑ لیتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ذکر الٰہی کرو۔ پس جو شخص وقار قائم رکھنے کے لئے ذکر الٰہی کو ترک کرتا ہے۔ اس میں اس کی شان نہیں بلکہ وہ ایک شیطانی فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ بعض لوگ تو

اپنے وقار کا اس قدر خیال

رکھتے ہیں۔ کہ کسی سے بات ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ وقار کی بھی حد ہونی چاہیئے۔ وقار پر اتنا بھی زور نہ دیا جائے۔ کہ بنی نوع انسان کی محبت کے اندر خلیج حائل ہو جائے۔ نیز تمہیں چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ ممکن ہے وہ بات جس کو تم نے چھوٹا سمجھ رکھا ہو۔ وہ حقیقت میں بڑی ہو۔ اور وہی تمہاری اصلاح کا موجب ہو جائے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

چھوٹی سے چھوٹی

بات کو بھی عمل کئے بغیر نہ چھوڑو۔ تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تمہارے اندر پیدا ہو۔ اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی معنوں میں تصویر بن جاؤ۔ تاکہ لوگ تمہیں دیکھ کر پکار اٹھیں۔ کہ یہ شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم ان پر عمل کرکے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء

کو پورا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور دوسرے تمام مسلمان کہلانے والوں کو بھی موجودہ مشکلات اور تکالیف سے اور جو تغیرات زمانہ میں رونما ہو رہے ہیں۔ ان سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ دوسرے مسلمان گو وہ احمدی نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں میں ہیں۔ اس لئے وہ بھی

ہماری دعاؤں میں

شامل ہیں۔ میں نے آج اس مضمون پر جو پہلے اس خطبہ میں مسلمانوں کے متعلق شروع کیا تھا۔ زیادہ زور اس لئے نہیں دیا۔ کہ کسی کے دل کو ٹھیس نہ پہنچ جائے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

میرے نزدیک صحیح طریق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور رات دن دعائیں کی جائیں کہ وہ اپنے فضل اور کرم سے

اسلام اور مسلمانوں کی عزت

کو بچالے۔ اور مسلمانوں کو ہدایت دے۔ کہ وہ مسیح محمدی کو قبول کرکے ان بے چینی اور بے آرامی کی حالتوں کو راحت اور آرام سے بدل لیں

اب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہم پر اپنے انعامات نازل فرمائے۔ میں نے جو خواب چند دن ہوئے عید کے دن کے متعلق دیکھی تھی۔ وہ اپنے ظاہری رنگ میں تو پوری نہیں ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دنگہ اور فساد بھی نہیں ہوا اور بادل بھی نہیں آئے۔ اگر بادل آجاتے۔ تو ہم سمجھ جاتے کہ وہ خواب اپنے ظاہری رنگ میں پوری ہوگئی ہے۔ شاید خدا تعالیٰ کے نزدیک اس خواب والی تاریکی سے

وہ تاریکی مراد ہو

جو آج کل کے مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے اور ہر طرف مسلمانوں کو ذلت نصیب ہو رہی ہے اور ان سیاہ بادلوں سے مراد وہ بادل ہوں۔ جو دشمنوں کی تباہ کن پالیسیوں کی شکل میں مسلمانوں کے سروں پر چھائے ہوئے ہیں۔ اور عید کی قربانی سے مراد اسمٰعیل علیہ السلام کے سچے یا جھوٹے نام لیواؤں کی قربانی ہو (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم مضمون

موجودہ سیاسی حالات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو اہم مضمون الفضل ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا ہے۔ اسے صیغہ نشر و اشاعت بصورت اردو انگریزی ٹریکٹ طبع کرا کے ہندوستان کی اکثر جماعتوں کو برائے تقسیم بھیج رہا ہے یہ مضمون اور غیر مسلم زعماء کو بھی پہنچانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جن جماعتوں کو اس ٹریکٹ کی مزید اشاعت کا شوق ہو۔ وہ صیغہ نشر و اشاعت کو مطلع فرما دیں۔ تو مزید ٹریکٹ ان کے خرچ پر بھجوا کر بھیج سکتے ہیں۔ خرچ قریباً پانچ روپے فی سینکڑہ ہے (انچارج صیغہ نشر و اشاعت)

ضرورت

نور ہسپتال قادیان میں ایک ایسے کمپونڈر کی آسامی خالی ہے۔ جس پر گلینسی کالج Glancy College امرتسر کا پاس شدہ ڈسپنسر رکھا جا سکتا ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ گریڈ گورنمنٹ کے مطابق ہوگا۔ خواہشمند اصحاب اپنی درخواستیں مع نقل سفارش پریزیڈنٹ یا امیر جماعت انچارج نور ہسپتال کے نام بھیجیں

(انچارج نور ہسپتال)